"ورلڈ کونسل آف چرچز" کے رہنماؤں نے قیامِ امن کے عمل میں ہٹ دھرمی پر مبنی "اسرائیل کی پالیسیوں" اور عالمی قائدین میں "جرأت کے فقدان" کو رکاوٹ بتایا ہے۔ فلسطینیوں کی حکومتِ خود اختیاری کے قیام میں عبوری معاہدوں پر عمل درآمد نہ ہونے کے حوالے سے اُنہوں نے کہا کہ "ہم اوسلو معاہدات کو عملی جامہ نہ پہنانے، نیز تشدّد اور امن مذاکرات کے تعطل کی پوری قوّت سے مذّمت کرتے ہیں، کیونکہ یہ آئے دن کے تشدّد کا ایک بڑا سبب ہے۔ ("دی کرسچین وائس" - کراچی، ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

افریقہ

تیونس میں کیتھولک مسیحی برادری

[اکتوبر - نومبر ۱۹۹۷ء میں شمالی افریقہ کے بشپ اپنی پنجسالہ زیارتِ روما کے سلسلے میں و.ٹی کن میں تھے۔ اس موقع پر پوپ جان پال دوم نے اُن سے ملاقات کی اور ۱۴ اپریل ۱۹۹۶ء کے اپنے دورۂ تیونس کی یادیں تازہ کیں، جس میں مقامی کیتھولک آبادی اور تیونس کے مسلمانوں نے اُن کا بھرپور استقبال کیا تھا۔ و.ٹی کن کے جریدے "فیڈز" نے تیونس کے آرچ بشپ جناب فواد توال سے ملاقات کی اور تیونس کی کیتھولک برادری کے بارے میں رپورٹ شائع کی۔ ذیل میں اِس کے ضروری حصّے کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

جناب فواد توال نے کہا کہ "ہمیں مقدّس باپ [پاپائے اعظم] کی گفتگو سے بہت حوصلہ ملا ہے، جنہوں نے ہمیں ایک چھوٹا، مگر فعال چرچ قرار دیا ہے۔" اپریل ۱۹۹۶ء میں اُن کے دورۂ تیونس سے ہمیں بڑی مدد ملی تھی۔ ہم تھوڑے ہیں، مگر ہم میں سے ہر ایک یسوع مسیح کا سچا وفادار ہے اور ہم اپنے مذہب کے مطابق اُسی طرح زندگی گزارتے ہیں جیسے کیتھولک ممالک میں لوگ گزار رہے ہیں۔ ہم سماجی انصاف کے چکر میں نہیں پڑتے اور نہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اچھالنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہم تیونس میں اپنے مذہب کی گواہی دے رہے ہیں، اور ہمارے تجربے پر نظر رکھنے والوں کو ہم سے صرف اسی کی توقع رکھنا چاہیے۔ حکومتِ وقت کے ساتھ ہمارے مراسم ہیں تاکہ اپنی موجودگی قائم رکھیں، نہ کہ سماجی انصاف کا دفاع کرتے رہیں۔ تیونس سے باہر کے لوگ مجھ سے اکثر پوچھتے ہیں کہ ہم کس قسم کے چرچ ماڈل کی پیروی کرتے ہیں: چرچوں کے کوئی ماڈل نہیں ہیں، بلکہ صرف ایک "مسیح کا چرچ" ہے، مگر ہم یہ ضرور محسوس کرتے ہیں کہ سیاہ فام افریقہ کی نسبت مشرقِ وسطیٰ کے ہم

زیادہ قریب ہیں۔

واضح رہے کہ افریقہ کے شمالی ساحل پر واقع جمہوریہ تیونس پہلی صدی میں حلقۂ مسیحیّت میں آ گئی تھی، اور اس خطّے کو اُن متعدّد ابتدائی صدیوں کے شہیدوں اور مقدّس ہستیوں پر فخر ہے جنھوں نے کارتھیج میں تعلیم حاصل کی تھی۔ ۶۹۸ء میں کارتھیج مسلمانوں نے فتح کر لیا اور دوبارہ انیسویں صدی میں اس خطّے میں مسیحیوں کی ایک قابل لحاظ آبادی وجود میں آ سکی۔ ۱۸۸۴ء میں کارتھیج کو آرچ ڈایوسیس کی حیثیت دی گئی۔ ۱۸۹۲ء میں کیتھولک آبادی اندازاً پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی جس میں زیادہ تر یورپین نژاد لوگ تھے۔ ۱۹۵۶ء میں جب تیونس کو آزادی حاصل ہوئی تو کیتھولک آبادی دو لاکھ چھپن ہزار تھی، مگر زیادہ تر یورپین آبادی ملک سے نقل مکانی کر گئی۔ تیونس کے دستور کے مطابق ملک کا مذہب اسلام ہے اور ۹۹ فیصد آبادی اسلام کی پیروکار ہے۔ ۱۹۶۴ء میں وٹی کن اور حکومت تیونس نے ایک معاہدے پر دستخط کیے جس کے تحت کارتھیج کو آرچ ڈایوسیس کی جگہ اسقفی حلقے کی حیثیت حاصل ہوئی، اور کچھ کلیسیائی جائیداد حکومت کے حوالے کر دی گئی۔ تیونس کے مسلمان طلبہ کی اچھی خاصی تعداد کیتھولک اسکولوں میں زیرِ تعلیم ہے، مگر مسلمانوں میں سے حلقۂ مسیحیّت میں آنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ یہودی جو کبھی خوب پھل پھول رہے تھے، اب بہت چھوٹی سی برادری ہیں۔ (جربہ کے جزیرے میں دُنیا کے قدیم ترین یہودی معابد میں سے ایک اب تک موجود ہے)۔ آرچ بشپ توال نے مزید کہا کہ "آپ ہمارے ممالک کو معمول کے جمہوری ممالک نہیں کہہ سکتے۔ ہماری جمہوریت آپ مغربیوں کی جمہوریت جیسی نہیں، اور خود مغرب کے جمہوری ممالک بھی ہمیشہ معمول کے جمہوری معیار پر پورے نہیں اترتے۔" ہمارے لیے ایک مسلم معاشرے میں گواہی دینے کا تقاضا ہے کہ ہم خود حقیقی مسیحی ہوں، نہ کہ دوسروں کو حلقۂ مسیحیّت میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ تیونس میں ہم اپنی موجودگی سے سمجھتے ہیں کہ ایک خصوصی امرِ منصبی ہمارے سامنے ہے۔

ایشیا

پاکستان: لاہور کے چرچ اور اولیائے کرام کے تاریخی مزار

[سیّد واجد علی سہروردی، "ناظم مزارات سلسلہ عالیہ سہروردیہ" (لاہور) اور "انجمن محبانِ پاکستان لاہور" کی جانب سے دیواروں پر چسپاں کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے۔